پروفیسر احمد سعید

قائداعظمؒ اور نہرو رپورٹ

ہندوستان میں مجالسِ قانون ساز کا آغاز ۱۸۶۱ سے ہوتا ہے جبکہ پہلی مرتبہ ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کے ممبران کی تعداد بالکل مختصر اور اختیارات نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس کے بعد ۱۸۸۵ میں کانگرس کے قیام کے ساتھ ہی ہندوستان میں یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ ۱۸۶۱ کے قانون حکومتِ ہند میں ترمیم کرکے اس مختصر مجلسِ قانون ساز کے ممبران کی تعداد اور اختیارات میں اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ ہندوستان کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۸۹۲ میں ایک نیا قانون جاری کیا گیا۔ لیکن یہ قانون بھی ہندوستانیوں کی توقعات پر پورا نہ اُترا اور بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کو روکنے کی غرض سے حکومت کو جلد ہی ایک اور قانون جاری کرنا پڑا جو منٹو مارلے اصلاحات کے نام سے مشہور ہے۔ ان اصلاحات کے ٹھیک دس سال بعد مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کے ذریعے ہندوستانیوں کے مطالبۂ خوداختیاری کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس قانون میں ایک شق یہ رکھی گئی تھی کہ دس سال بعد ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا جو اس قانون کی کارکردگی کا جائزہ لے کر حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرے گا۔

سائمن کمیشن

ہندوستان کی سیاسی فضا میں شدید تلخی اپنا رنگ لا رہی تھی۔ چنانچہ برطانوی حکومت نے دو سال قبل ہی سر جان سائمن کی زیرِ قیادت ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ یہ کمیشن سات افراد پر مشتمل تھا اور اس کے تمام کے تمام ارکان انگریز تھے اور اس میں کوئی ہندوستانی شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس کمیشن کا تقرر ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی ہندوستان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک انگریزی حکومت کے خلاف نفرت کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہندوستان کی تمام قابلِ ذکر جماعتوں نے اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بھی سائمن کمیشن میں ہندوستانیوں کی عدمِ شمولیت کو سختی سے محسوس

کیا۔ چنانچہ جب وائسرائے ہند نے رائل کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا اور ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ نے قائداعظم سے اس اعلان پر تبصرہ کرنے کو کہا تو انھوں نے فرمایا: "میرے لیے تو ایسے کمیشن کا تصور ہی شاق ہے جو ہندوستان کے آئین اور ۳۵ کروڑ ہندوستانیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا ہو اور اس میں ایک بھی ہندوستانی شامل نہ ہو" قائداعظم نے ملک کی تمام سیاسی جماعتوں بالخصوص آل انڈیا مسلم لیگ اور کانگریس پر زور دیا کہ وہ اس اعلان کے متعلق کاروائی کریں[1]۔ ۳ جنوری ۱۹۲۸ کو پونا میں مسٹر بھوپٹ کرکے زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے سائمن کمیشن کے متعلق فرمایا: "یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ سائمن کمیشن لارڈ برکن ہیڈ کا ساختہ پرداختہ ہے۔ ان کے تمام نظریے اور اصول قبل از وقت فیصلہ شدہ ہیں"۔ آپ نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ اس سے بے پرواہ ہو کر اس طرح سے مقابلہ کریں کہ مسٹر سائمن دوبارہ اس طرف رخ نہ کر سکیں۔ قائداعظم نے یہ بھی فرمایا کہ "انگریز بے وفا ہیں اور ہمیں اتفاق و یک جہتی کے ساتھ ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دینا چاہیے[2]"

یکم جنوری ۱۹۲۸ کو کلکتہ میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے سلسلہ میں منعقدہ ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ "مختلف مجالس قانون ساز کا فرض ہے کہ وہ سائمن کمیشن کی امداد کے لیے کمیٹیاں مرتب نہ کرنے دیں۔ اگر کوئی رکن قانون ساز اسمبلی اس کمیٹی کا ممبر بنے گا تو اس کو سارے ملک کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور آئندہ انتخاب کے موقعہ پر ملک اس کو ٹھوکر مار کر باہر نکال دے گا[3]" ۲۱ جنوری ۱۹۲۸ کو ایک جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے رائل کمیشن کے تقرر کو گورنمنٹ کی ایک رجعت پسندانہ چال قرار دیا اور مخاطبین سے درخواست کی کہ اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائے[4]۔ کلکتہ سے روانہ ہونے سے قبل قائداعظم نے سائمن کمیشن کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "جلیانوالہ

---

[1] روزنامہ زمیندار (لاہور) ۱۱ر نومبر ۱۹۲۷، ص ۴۔

[2] روزنامہ انقلاب (لاہور) یکم فروری ۱۹۲۸، ص ۵

[3] ہفتہ وار پیسہ اخبار (لاہور) ۱۲ر جنوری ۱۹۲۸، ص ۱۸ [4] ایضاً ۱۲ر فروری ۱۹۲۸، ص ۱۴

باغ میں انگریزوں نے ہمارے ہم وطنوں کو قتل کر کے ظاہری اجسام کو نیست و نابود کیا تھا لیکن شاہی کمیشن (سائمن کمیشن) کے تقرر سے ہماری روحوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی ہے[۵۵]۔" پنجاب کے عوام کے نام ایک تار میں قائداعظم نے پنجابیوں سے اپیل کی کہ وہ اس کمیشن سے کسی قسم کا کوئی تعلق یا واسطہ نہ رکھیں۔ آپ نے اپنے تار میں لکھا "میں اہل پنجاب سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس نازک موقع پر متحد ہو جائیں اور جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے کمیشن سے کسی قسم کا تعلق یا واسطہ نہ رکھیں۔ ہندوستان کو حکومت میں حصہ دار بنانے سے انکار کیا گیا ہے اور اس کو کوئی وقعت نہیں دی گئی ہے۔ مجھے پورا پورا یقین ہے کہ ہندوستان سے غداری کرنے میں کسی قوم کا فائدہ نہیں ہوگا سوائے ان لوگوں کے جن کو عوام کے گمراہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے[۵۶]"

نہرو رپورٹ

وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ نے (جنھیں مولانا محمد علی جوہر لارڈ بروکن ہیڈ کے نام سے یاد کرتے تھے) ہندوستانیوں کو طعنہ دیا کہ نہ تو وہ خود ہی ہندوستان کے لیے کوئی متفقہ آئین تیار کر سکتے ہیں اور نہ کمیشن کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستانیوں نے برکن ہیڈ کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے ایک متفقہ آئین تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی سلسلے میں ہندوستان کی تمام قابلِ ذکر سیاسی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس آل پارٹیز کانفرنس کے نام سے ۱۹ مئی ۱۹۲۸ کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ چونکہ اس اجلاس میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے لیڈر اور مختلف الخیال سیاسی جماعتیں حصہ لے رہی تھیں اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنڈت موتی لعل نہرو کی زیر قیادت ایک مختصر سی کمیٹی قائم کر دی جائے جو ہندوستان کے لیے ایک متفقہ آئین تیار کرے۔

اس کمیٹی میں دو مسلمان سید علی امام اور شعیب قریشی بھی شامل تھے۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سید علی امام نے ایک بھی میٹنگ میں شرکت نہ کی جبکہ شعیب قریشی (داماد مولانا

---

۵۵ روزنامہ انقلاب (لاہور) ۷ جنوری ۱۹۲۸، ص ۳

۵۶ ایضاً، ۴ فروری ۱۹۲۸، ص ۵

محمد علی جوہر) نے رپورٹ پر اختلافی نوٹ لکھا جس کو شائع کرنے کی پنڈت موتی لعل نہرو میں جرأت نہ ہو سکی۔

اس کمیٹی کے تیار کردہ آئین کو نہرو رپورٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس رپورٹ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے تمام مطالبات کو فرقہ وارانہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ آئندہ آئین میں ان کے لیے جداگانہ انتخاب کا حق شامل کیا جائے۔ مسلمانوں کو مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی نمائندگی ملے۔ ملک کا آئین وفاقی طرز کا ہو جس میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دیے گئے ہوں۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ صوبہ کی حیثیت دی جائے اور شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔ نہرو رپورٹ نے ان تمام مطالبات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

قائداعظم کی مصالحتی کوششیں

نہرو رپورٹ کی تیاری کے دوران قائداعظم محمد علی جناح انگلستان میں مقیم تھے۔ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۲۸ کو وہ انگلستان سے بمبئی واپس لوٹے۔ بمبئی میں فری پریس کے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: "جو لوگ قرارداد لکھنؤ سے اختلاف رکھتے ہیں، میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ علم بغاوت بلند نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے کام لے کر اپنے آپ کو منظم کریں اور اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے پورا زور لگائیں۔ میں مسلمانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا خوف نہ رکھیں۔ برخلاف اس کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی تنظیم کریں اور متحدہ محاذ بنا کر اپنی قوم کی حفاظت کے لیے ہر معقول مسئلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں۔"

نہرو رپورٹ کے بارے میں جب قائداعظم سے ان کی رائے دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: "مجھے نہرو رپورٹ کو بغور مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا ہے اور نہ فیصلہ جات لکھنؤ کی کوئی مستند روئیداد میرے پاس پہنچی ہے۔ البتہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان فیصلوں نے نہرو رپورٹ کی بعض تجاویز کی صورت کو بدل دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رپورٹ پر دستخط کرنے والوں اور مختلف ممتاز راہنماؤں نے لکھنؤ میں جمع ہو کر ہندو مسلم مصالحت کی سعی کی ہے۔

ہم ان کی جد و جہد کی تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتے[۵۴]"

قائداعظمؒ نے اپنے بیان میں بحیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ کچھ کہنے سے انکار کر دیا کہ مسلم لیگ اس مسئلہ کے متعلق کیا فیصلہ کرنے والی ہے۔ قائداعظمؒ کی رائے یہ تھی کہ نہرو رپورٹ کوئی خدائی قانون نہیں کہ اس میں تبدیلی نہ ہو سکے۔ انھوں نے یقین ظاہر کیا کہ "ہم اس مسئلہ کو حل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔" قائداعظمؒ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور خوف زدہ نہ ہوں۔ انھوں نے ہندوستانی مسائل کے حل کے لیے برطانوی سیاسی جماعتوں سے مادی امداد کی توقع کو خوفناک حماقت قرار دیا۔ قائداعظمؒ کی رائے میں ہندوستان کے لیے صرف ایک امید باقی تھی اور وہ تھی ہندو مسلم اتحاد۔ اس کے لیے انھوں نے تجویز کیا کہ "ہندوؤں کو لازم ہے کہ وہ زیادہ فراخ دلی اور رواداری سے کام لیں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اعتماد کو وسعت دیں[۵۵]"

قائداعظمؒ کے اس بیان پر ایک نظر ڈالنے سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ انگلستان میں قیام کے دوران میں بھی ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے تھے۔ دوئم یہ کہ بحیثیت صدر آل انڈیا مسلم لیگ انھوں نے کبھی بھی اپنی مرضی لیگ پر ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی۔ سوئم یہ کہ وہ نہرو رپورٹ منظور کرنے کو تیار تھے بشرطیکہ اس میں مسلمانوں کے حسبِ منشا ترامیم کی جائیں۔ اور وہ ابھی تک نہایت خلوص کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے عملی طور پر کوشاں تھے۔

یہاں یہ امر بھی دلچسپ ہے کہ روزنامہ الجمعیۃ (دہلی) نے قائداعظمؒ کے مندرجۂ بالا بیان پر ایک زبردست اداریہ لکھا۔ اخبار نے لکھا "نہرو رپورٹ کے متعلق ایک عرصہ سے ہندوستان کے مسلمان مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر محمد علی جناح کے خیالات معلوم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ رپورٹ کے حامی اور مخالف اپنی آخری امیدوں کا ملجا اور منتہا مسٹر جناح کو سمجھ رہے تھے۔ سنا جاتا ہے کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر کئی دن پہلے اس غرض سے بمبئی پہنچ گئے تھے کہ مسٹر جناح

---

۵۴ روزنامہ انقلاب (لاہور) ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء، ص ۵

۵۵ ایضاً، ص ۵

کے بیان دینے سے پیشتر ہی ان کی رائے پر قبضہ کر لیا جائے۔ مسٹر جناح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے دونوں پارٹیوں کا اثر قبول نہیں کیا۔ مسٹر جناح نے جس دور اندیشی اور عاقبت بینی سے اس اخبار کے نمائندہ کو اپنا بیان لکھوایا ہے وہ ان کی قابلیت اور عمیق پالیسی کی روشن اور کھلی دلیل ہے۔ انھوں نے فیصلہ کرنے میں بعض جلد باز لیڈروں کی طرح عجلت سے کام نہیں لیا بلکہ سوچنے سمجھنے اور آخری رائے قائم رکھنے کا حق محفوظ رکھا ہے۔ مسٹر جناح نے اپنے بیان میں جس طرح باغیوں اور مخالفوں کو کھلی بغاوت اور صریح مخالفت سے روکتے ہوئے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ابھی افہام و تفہیم کا موقع باقی ہے، اسی طرح مسٹر جناح نے حامیانِ نہرو رپورٹ کی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ بلکہ اس امر کو صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ تجاویزِ دہلی کو ناموافق بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہندو مسلم مفاہمت کی تجاویز میں تغیر و تبدل بھی کیا گیا ہے۔ مسٹر جناح کے بیان سے ان کی قطعی اور آخری رائے کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے لیکن اس امر کی توقع ہے کہ مسٹر جناح مختلف پارٹیوں سے تبادلۂ خیالات کرنے کے بعد نہایت احتیاط و حزم سے کوئی رائے قائم کریں گے اور وہ کسی ایسی رائے سے ہرگز متفق نہیں ہوں گے جو مسلم قوم کے لیے صریح نقصان و حق تلفی کا باعث ہو اور نہ ان سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ مخالفینِ رپورٹ کے ہر مقصد سے اتفاق کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعید و تذلیل کی تلقین فرمائیں گے۔[۹]"

قائدِ اعظم نے ہندوستان واپسی پر یہاں کی سیاسی صورتِ حال کا بغور مطالعہ کیا۔ ۲ / نومبر ۱۹۲۸ کو انھوں نے پنڈت موتی لعل نہرو کو ایک خط لکھا جس میں انھوں نے پنڈت نہرو کو مطلع کیا کہ ہندو مسلم مفاہمت کے متعلق جو تجاویز (نہرو رپورٹ) آپ نے مرتب کی ہیں ان کو میں مسلم تجاویز دہلی، جن کو حقیقتاً مدراس کانگرس اور مسلم لیگ ۱۹۲۷ میں منظور کر چکی ہیں، کے خلاف سمجھتا ہوں۔" اپنے اس خط میں قائدِ اعظم نے پنڈت نہرو سے اپیل کی کہ مجوزہ کنونشن کو مسلم لیگ کے آئندہ اجلاسِ دسمبر تک ملتوی کر دیا جائے۔[۱۰]

---

۹ روزنامہ الجمیعۃ (دہلی)، یکم نومبر ۱۹۲۸، ص ۴

۱۰ روزنامہ انقلاب (لاہور)، ۶ / نومبر ۱۹۲۸، ص ۴

نہرو رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے لیے لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ قائداعظم کے بیان کے مطابق لیگ کونسل نہرو رپورٹ کو منظور کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ چنانچہ اس مسئلہ کو لیگ کے سالانہ اجلاس کے فیصلہ تک ملتوی رکھا گیا۔ کونسل کے اجلاس کے خاتمہ کے بعد فری پریس کے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ ”عام خیال یہ ہے کہ نہرو رپورٹ میں کچھ ترمیمات اور تغیرات ہونے چاہییں۔ میں نے ارکان کونسل میں بڑی ہم آہنگی دیکھی۔ ایک خاص فریق کے خیالات خواہ کچھ بھی ہوں، لیکن عام مسلمانوں میں اتفاق قائم رہنا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ لیگ کا آئندہ اجلاس نہایت کامیاب ہوگا۔“[11]

ابھی تک قائداعظم اس تگ و دو میں لگے ہوئے تھے کہ ہندو مسلم اتحاد کی کوئی صورت نکل آئے۔ وہ نہرو رپورٹ کو اس کی موجودہ شکل میں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھے اور اسی غرض سے بار بار زور دے رہے تھے کہ مجوزہ کنونشن کا اجلاس اس وقت تک نہ بلایا جائے جب تک کہ آل انڈیا مسلم لیگ اپنے اجلاس میں نہرو رپورٹ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرلے۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ سے بمبئی میں ملاقات کے دوران انھوں نے فرمایا: ”نہرو کمیٹی کو لازم ہے کہ جب تک مختلف جماعتیں اپنے اپنے اجلاس منعقد نہیں کرلیتیں، وہ کنونشن کے اجلاس کو ملتوی کردے۔ مجھے امید ہے کہ نہرو کمیٹی کنونشن کا اجلاس منعقد کرنے میں عجلت سے کام نہیں لے گی۔“ قائداعظم نے اپنے اس بیان میں ہندو مسلم اتحاد کو ہندوستان کی آئندہ ترقی کا راز قرار دیا تھا۔[12]

قائداعظم کی زیر صدارت بمبئی پریذیڈنسی مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا جہاں نہرو رپورٹ کے متعلق ایک قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں کہا گیا کہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے حقوق کی محافظت نہیں کی گئی ہے۔ اجلاس کے بعد قائداعظم نے اس قرارداد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ نہرو رپورٹ الہامی صحیفہ ہے۔ اور صرف یہی امر کہ ایک نہایت ہی اہم مجلس کلکتہ میں رپورٹ پر غور کرنے والی ہے اور آخری فیصلہ اسی کا ہوگا،

---

[11] روزنامہ انقلاب (لاہور) ۱۶ر نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

[12] ایضاً، ۷ر نومبر ۱۹۲۸ء، ص ۴

اس کے لیے کافی دلیل ہے[۳۱]"

ہندو ذہنیت سے مایوسی اور مسلمانوں کی قومی حیثیت کا تحفّظ

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا جہاں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ قائد اعظم کی زیر قیادت ایک کمیٹی مجوزہ کنونشن میں شرکت کے لیے بھیجی جائے۔ اس کمیٹی نے نہرو رپورٹ میں ترامیم کا مسودہ مرتب کیا تاکہ کنونشن میں اسے پیش کیا جائے۔ ان ترامیم میں مندرجہ ذیل تین اہم ترامیم شامل تھیں۔

(۱) مسلمانوں کے لیے مرکزی اسمبلی میں ایک تہائی نمائندگی رکھی جائے۔

(۲) دس سال کے لیے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو آبادی کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے۔

(۳) اضافی اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں۔

کنونشن کی مقرر کردہ سب کمیٹی نے ان تمام ترامیم کو مسترد کر دیا۔ چنانچہ قائد اعظم نے ان ترامیم کو کھلے اجلاس میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر ہندو ذہنیت آڑے آئی۔ "قائد اعظم نے ہندوؤں کو ناقابل تردید شواہد اور دلائل پیش کرتے ہوئے مصالحت پر آمادہ کرنا چاہا مگر ہندوؤں نے "ہندو مسلم اتحاد کے سفیر" کو اس حد تک مایوس کر دیا کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ "اب ہمارے تمہارے راستے جدا جدا ہیں"۔ سر تیج بہادر سپرو نے اس موقعہ پر قائد اعظم کو ضدی بچے سے تشبیہ دیتے ہوئے کنونشن سے اپیل کی کہ ان کے مطالبات مان لیے جائیں مگر ہندو مہاسبھا کے نمائندے جیکار نے دھمکی دی کہ اگر مسٹر جناح کی ترامیم منظور کر لی گئیں تو ہندو مہاسبھا ان کو مسترد کر دے گی۔ نیز اس نے یہ بھی کہا کہ جناح صرف مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں اس لیے اگر ان کی ترامیم کو منظوری دے دی گئی تو مسلمانوں کی عظیم اکثریت جو جناح کے ساتھ نہیں نہرو رپورٹ کو منظور کرنے پر آمادہ نہ ہوگی۔

قائد اعظم کی پیش کردہ تمام ترامیم کنونشن نے مسترد کر دیں۔ روزنامہ الجمیعۃ دہلی نے جو کہ جمیعۃ العلما ہند کا ترجمان تھا اور نیشنلسٹ خیال کے لوگوں کی ترجمانی کیا کرتا تھا، اس موقعہ پر "زود پشیمان

---

[۳۱] روزنامہ انقلاب (لاہور) ۴ دسمبر ۱۹۲۸، ص ۵

کی پشیمانی" کے زیر عنوان ایک اداریہ میں قائداعظمؒ کی پیش کردہ ترامیم اور کنونشن میں ان کی نامنظوری کے بارے میں لکھا کہ "مسٹر محمد علی جناح نے کنونشن کے متعلق فرمایا ہے کہ مسلم لیگ کی تجویز کردہ ترامیم، جو نہایت معقول ہیں، جب لیگ کے مندوبین نے کنونشن میں پیش کیا تو مسترد کر دی گئیں اور اب مسلمانوں کو بحیثیت ایک قوم کے اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مسٹر جناح جیسے بالغ اور پختہ کار دانش مند کو یہ امر بہت پہلے سے سمجھ لینا چاہیے تھا جو اس ناکامی کے بعد معلوم ہوا ہے [۱۴]"

قائداعظم محمد علی جناح ہندو بنیا ذہنیت سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ چنانچہ انھوں نے کھل کر اس بات کا اعلان کیا کہ مسلمانوں کے لیے نہرو رپورٹ ناقابلِ قبول ہے۔ اب قائداعظم نے اپنی توجہ کو مسلمانوں کی صفوں میں پیدا شدہ کجی کو دور کرنے کی طرف منعطف کر دیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی (۱۹۲۹) میں آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا "ہم لوگ ایک ایسے موقعہ پر جمع ہوئے ہیں جس میں ہمیں سات کروڑ مسلمانوں کی موت و زیست کے مسئلہ پر غور کرنا ہے۔ اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ کو اپنے ملک میں یا بیرونی دنیا میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جائے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے فیصلہ کی کوئی قدر ہو اور اگر آپ اس بات کے متمنی ہیں کہ تمام مسلمانوں کی آرا کی حمایت حاصل کریں تو آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ یہ باتیں صرف متحدہ اور متفقہ فیصلے سے حاصل ہو سکتی ہیں [۱۵]"

نہرو رپورٹ کے بارے میں اب قائداعظم کے نظریات قطعیت کا رنگ لیے ہوئے تھے۔ اور اب وہ کسی حالت میں بھی نہرو رپورٹ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ روزنامہ انقلاب کے نمائندۂ خصوصی سے گفتگو کرتے ہوئے قائداعظم نے نہرو رپورٹ کے متعلق فرمایا "جس حد تک نہرو رپورٹ کے اصولِ اساسی کا تعلق ہے میں ان کے سخت خلاف ہوں۔ میرے نزدیک یہ اصول مسلمانوں کے مقاصد کے منافی ہیں اس لیے مَیں نہرو رپورٹ کا مخالف ہوں۔ میرے خیال

۱۴ه روزنامہ الجمعیۃ (دہلی) اداریہ ۹ فروری ۱۹۲۹، ص ۴

۱۵ه روزنامہ انقلاب (لاہور) ۲ اپریل ۱۹۲۹، ص ۱

میں نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کے مقاصدِ اساسی کی حفاظت کے لیے کوئی سامان موجود نہیں اور جب تک مسلمان ان تمام شرائط کو نہ منوالیں گے جو میرے مرتبہ مسودہ میں موجود ہیں، اس وقت تک مسلمان ہندوستان میں اپنی مستقل قومی حیثیت کو محفوظ نہیں بنا سکیں گے[۱۶]" اخبار ڈیلی کرانیکل کے نمائندہ سے دورانِ گفتگو میں آپ نے نہرو رپورٹ کے بارے میں بہت زور دے کر فرمایا کہ "مسلم قوم نہرو رپورٹ کو ہرگز منظور نہیں کر سکتی اور ایسا ہرگز نہ کرے گی۔ کسی قسم کی چال بازیاں عامۃ المسلمین سے نہرو رپورٹ کی منظوری حاصل نہیں کر سکتیں[۱۷]"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہرو رپورٹ نے بھی قائداعظم کے سیاسی سوچ میں تبدیلی پیدا کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ۔ اب ہندو مسلم اتحاد کی بجائے مسلم اتحاد ان کا مطمحِ نظر قرار پایا اور وہ دن رات اسی مقصد کے حصول میں سرگرمِ عمل ہو گئے ۔

---

[۱۶] روزنامہ انقلاب ۵/ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۱ [۱۷] ایضاً، ۹/ اپریل ۱۹۲۹ء، ص ۵

سر سیّد اور اصلاحِ معاشرہ

از شاہد حسین رزاقی

اسلامی ہند کے عظیم مصلح سیّد احمد خاں کی اصلاحی کوششوں نے مسلم معاشرہ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اس کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سر سید کے زمانے میں معاشرہ کی کیا حالت تھی۔ انھوں نے اپنی زوال پذیر قوم کی ہر جہتی اصلاح اور ترقی کے لیے کیا کوششیں کیں۔ یہ کوششیں کس طرح ایک ملک گیر اصلاحی تحریک بن گئیں، مستقبل پر ان کا کیا اثر پڑا اور معاشرتی اصلاح کے لیے سر سیّد کا منصوبہ کہاں تک کامیاب ہوا۔

صفحات: ۲۵۵ قیمت: ۵/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور۔